درس تصوف　　　　ماہانہ محفلِ پاک (ماہِ مئی)　　　　مورخہ: 1 مئی 2026

بانی و معلمِ درسِ تصوف: پروفیسر ڈاکٹر مفتی پیر سید محمد فاروق شاہ سیفی

موضوع: دین کے تین شعبے – دینی علوم، سیاست، تزکیہ نفس

دینِ اسلام صرف چند ظاہری عبادات کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ دین کے تین شعبے ہیں: (1) دینی علوم، (2) سیاست، اور (3) تزکیہ نفس (تصفیہ و تزکیہ)۔ ان تینوں شعبوں کی اہمیت خود امت کے ابتدائی دور سے ثابت ہے۔ ایک شعبہ علومِ دینیہ ہے– قرآن پڑھنا، پڑھانا، مفہوم پڑھنا، ترجمہ، تفسیر، فنون– یہ سب علومِ دینیہ میں شامل ہیں اور ان کا حصول بہت ضروری ہے۔ دوسرا شعبہ اسلام میں سیاست ہے– بنی اسرائیل کے انبیاء نے سیاست کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ریاست کے سربراہ تھے، خلفائے راشدین نے سیاست فرمائی۔ اسی طرح سیاست دین کا بہت بڑا شعبہ ہے جس کے ذریعے انتظامات کیے جاتے ہیں، اللہ کی مخلوق کو رہنے سہنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے اور ان تک انصاف پہنچایا جاتا ہے۔ تیسرا شعبہ تصفیہ و تزکیہ ہے جسے ہم تفصیل سے پیش کریں گے۔ جب تک یہ تینوں پہلو متوازن نہ ہوں، انسان کی زندگی کا مقصدِ اصلی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** (الذاریات: 56)– یہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

حصہ اول: دینی علوم کا حصول

علم ایک ایسی روشنی ہے جو انسان کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر معرفتِ الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ اسلام میں علم حاصل کرنا محض دنیوی ضرورت نہیں بلکہ ایک عظیم عبادت اور فریضہ ہے۔ قرآن و حدیث میں علمِ دین حاصل کرنے والوں کے لیے بے شمار فضائل اور درجات بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"** (صحیح بخاری: **5027**)
ترجمہ: **"**تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔**"**

علمِ دین کے حصول کے لیے سفر کرنا بھی اللہ کے ہاں انتہائی محبوب عمل ہے۔ جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلتا ہے، اس کے لیے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے: **"إنَّ الملائكةَ لتضعُ أجنحتَها لطالب العلم رضًا بما يصنعُ"** (جامع ترمذی: **2682**)
ترجمہ: **"**بے شک فرشتے طالبِ علم کے (قدموں کے نیچے) اس کے کام سے خوش ہو کر اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔**"**

علماء کرام کا مقام بھی بہت بلند ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: **"الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ"** (سنن ابی داؤد: **3641**)
ترجمہ: **"**علماء انبیاء کے وارث ہیں۔**"**

مزید برآں، جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے (صحیح مسلم: 2699)۔ قرآن پڑھنا، پڑھانا، مفہوم سمجھنا، ترجمہ، تفسیر اور تمام فنونِ دینیہ– یہ سب علومِ دینیہ میں شامل ہیں اور ان کا حصول ہر مسلمان پر فرضِ کفایہ ہے۔

حصہ دوم: سیاست

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام میں سیاست کا تصور محض حصولِ اقتدار یا دنیوی جاہ و حشمت کا نام نہیں، بلکہ یہ اللہ کی زمین پر اس کے احکامات کے نفاذ اور مخلوقِ خدا کی خدمت کا ایک مقدس فریضہ ہے۔

بنی اسرائیل کے انبیاء نے سیاست کی—جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے:
"كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ" (صحیح بخاری: 3455)
ترجمہ: "بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب ایک نبی کی وفات ہوتی تو دوسرا نبی ان کا جانشین ہوتا۔"

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی اور خود اس کے سربراہ رہے۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی سیاست فرمائی—عدل و انصاف کے ساتھ، شریعت کے مطابق۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ سیاست دین کا ایک لازمی جزو ہے۔

اگر دین کو سیاست سے الگ کر دیا جائے تو کیا نقصان ہوتا ہے؟ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یعنی جب سیاست سے خوفِ خدا اور آخرت کی جوابدہی کا تصور نکل جاتا ہے، تو حکمران مطلق العنان بن کر سفاکی (چنگیزی) پر اتر آتے ہیں۔

آج کل جو سیاست ہو رہی ہے وہ مغربی جمہوریت ہے، جبکہ ہم خلافت کے تصور اور شورائی نظام کے قائل ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے: **"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ"** (الشوریٰ: 38)۔ اسلامی نظام میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ کی ہے، اور حکمران شریعت کا پابند ہوتا ہے، اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف قانون سازی کا کوئی حق نہیں۔

3۔ حصہ سوم: تزکیہ نفس (تصفیہ و تزکیہ)

تصوف اور تزکیہ نفس دینِ اسلام کی روح ہے۔ یہ دل کو رذائل (حسد، کبر، دنیا کی محبت) سے پاک کر کے فضائل (صبر، شکر، توکل، محبتِ الٰہی) سے آراستہ کرتا ہے۔ قرآن میں ہے: **"قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا"** (الشمس: 9)

بیعت کی اہمیت

بیعت سنتِ نبوی ہے۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ ﷺ نے اُن سے عبادت کا عہد لیا۔ اس سلسلے میں ایک اہم حدیث ہے: **"مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً"** (صحیح مسلم: 1851)
ترجمہ: "جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (کسی امام یا مرشد کی) بیعت کا طوق نہ تھا، وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

یعنی بغیر بیعت کے دنیا سے جانے والا جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔ بیعت کے ذریعے بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے روحانی تعلق قائم کرتا ہے، اور اپنی پوری زندگی سنت کے مطابق گزارتا ہے۔

وسیلہ کی شرعی حیثیت

قرآن میں ارشاد ہے: **"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ"** (المائدہ: 35)۔ تقویٰ میں تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نیکی اور برائی سے رکنا سب آ گیا، پھر وسیلہ کا الگ ذکر کیوں؟ اس پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ وسیلے سے مراد مرشدِ کامل ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی "صراطِ مستقیم" میں وسیلہ سے مراد مرشد ہی لیا ہے۔

نسبت روحانی اور صحبت کی برکات

نسبت روحانی کی مثال یہ ہے کہ گندے نالے کا پانی جب سمندر سے ملتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک گناہ گار بندہ جب مرشد کامل کی نسبت سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اس کا باطن صاف ہو جاتا ہے۔

سنگت اور صحبت کی برکات بہت اہم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ"** (سنن ابی داؤد: **4833**)۔ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اور **"الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"** (صحیح بخاری: **6169**)۔ آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے۔

سنگت سے بندے کا باطن چمکتا ہے۔ دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے سنگت کے بارے میں سوال ہو گا کہ اس نے کن لوگوں کی صحبت اختیار کی، کن سے دوستی کی۔ شیخ ابن عربی کے مطابق آداب الشیخ میں یہ ہے کہ طالب ہی مرادِ شیخ ہے۔ طالب خود شیخ کو ڈھونڈتا ہے، اور شیخ کے لیے بھی مجلس (تبدیل مجلس) ہونی چاہیے۔ طالب کا اپنے شیخ کے ساتھ مکمل ادب اور احترام ضروری ہے۔

نتیجہ

دین کے تینوں شعبے۔ دینی علوم، سیاست، اور تزکیہ نفس۔ ایک مکمل مسلمان کی زندگی کے لیے لازم ہیں۔ جس طرح علوم ظاہری کے لیے اساتذہ ضروری ہیں، اسی طرح روح کی پاکیزگی اور باطنی اصلاح کے لیے بیعت، نسبتِ روحانی، اور صحبتِ صالحین ضروری ہے۔ بغیر بیعت کے مرنے والے کے بارے میں حدیث میں وعید آئی ہے۔ سنگت اور صحبت ہی وہ ذریعہ ہے جس سے باطن چمکتا ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کے بارے میں سوال ہو گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب بندوں کی صحبت میں رکھ کر اپنی رضا نصیب فرمائے۔ آمین۔